

آراء و افکار

ڈاکٹر غطریف شہباز ندوی*

علامہ محمد ناصر الدین الالبانی[ؒ]

ایک محدث، ایک مکتب فکر

انیسویں صدی کی آخری دہائی میں امت مسلمہ اپنی تاریخ کی نازک ترین گھڑیوں سے گزر رہی تھی کیونکہ موجودہ پرفتن دور میں جب کہ اسے شدید قحط الرجال کا سامنا ہے علماء امت کا لگا تار یکے بعد دیگرے اٹھتے چلے جانا یقیناً کسی ہرج مرج سے کم نہیں ہے۔ جانے والوں میں محققین، علماء، زہاد، مبلغین، مصلحین، مفکرین، فقہاء اور دعاۃ بھی ہیں۔ مختلف علوم کے ماہرین اور بلند پایہ مصنفین بھی، قرآن کے مفسر بھی ہیں حدیث کے ماہرین بھی، ادیب و شاعر بھی ہیں خطباء اور اسکالرز بھی۔ ابھی حال ہی میں عالم اسلام کی کئی جلیل القدر ہستیاں اللہ کو پیاری ہو گئیں جن میں مملکت سعودیہ کے مفتی شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ بھی ہیں۔ مصطفیٰ زرقولہ جیسے فقیہ، علی الطبطبائی جیسے خطیب و ادیب کبیر، انور الجندی جیسے اسکالر، ڈاکٹر محمد حمید اللہ جیسے عظیم محقق، شیخ ناصر الدین البانی^(۱) جیسے محدث جلیل اور علامہ شبیر احمد ازہر میرٹھی جیسے محدث و مفسر اور علامہ محمد بھتہ الاثری، علامہ محمود محمد شاہ، علامہ محمد صالح العثیمین، شیخ الحدیث مولانا عبید اللہ رحمانی وغیرہم شامل ہیں۔ یہ سارے ہی لوگ مختلف مشرب رکھتے تھے اور مختلف مکاتب فکر سے ان کا تعلق تھا تاہم وہ سب پوری امت کی میراث اور عالم اسلام کا مشترکہ سرمایہ ہیں۔ ان میں سے کسی کی بھی رائے اور تحقیق سے اختلاف کیا جاسکتا ہے لیکن ان کے خلوص، تقویٰ و للہیت پر شک و شبہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔ اختلاف رائے کا حق ہر شخص کو حاصل ہے کہ امام دارالبحر مالک رحمہ اللہ کے الفاظ میں ”کل یؤخذ قوله و یرد إلا صاحب ہذا القبر“ کی رو سے مرجعیت حقیقی صرف اور صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے۔

دین کی اصل بنیاد قرآن کریم اور اس کی تشریح سنت صحیحہ ثابتہ ہیں۔ صحابہ اور سلف امت ہر معاملہ میں انھیں دونوں کی طرف رجوع کرتے تھے کیونکہ یہی دونوں اصالیہ فکر اسلامی کا اصل سرچشمہ ہیں، رہے اجماع^(۲) و اجتہاد^(۳) (قیاس) تو وہ بھی مصدر شرعی ہیں لیکن یہ دونوں تبعاً مصدر ہیں یعنی قرآن و سنت ہی کے تابع ہوں گے۔ باقی رہیں علماء امت و ائمہ عظام کی آراء، اجتہادات اور مسالک فقہیہ و مشارب کلامیہ تو یقیناً وہ سب ہمارا سرمایہ ہیں، ہمیں عزیز ہیں، لیکن وہ بذات خود حجت و سند نہیں۔ ان کی صحت و سقم، غلطی و صواب کی اصل کسوٹی قرآن اور سنت صحیحہ ہیں۔ تمام محققین سلف کا بھی یہی طریقہ رہا

* ڈاکٹر کٹر فاؤنڈیشن فار اسلامک اسٹڈیز، نئی دہلی۔ ghitreef1@yahoo.com

_____ ماہنامہ الشریعہ (۹) اگست ۲۰۱۰ _____

ہے۔^(۴) اسی کی رہنمائی قرآن یوں کرتا ہے: ”فَإِنْ تَنَادَّ عُنْمُ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ“ (النساء: ۵۹)
”جب تم میں کسی چیز کے بارے میں اختلاف ہو جائے تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دو۔“

عالم اسلام پر طاری موجودہ زوال کا ایک بہت بڑا سبب یہ ہے کہ قرون مشہود لها بالخیر کے معاً بعد اس رجحان میں نمایاں تغیر واقع ہو گیا۔ مختلف کلامی فرقے، فقہی تحزبات اور مکاتب فکر قائم ہو گئے، محمی تصوف، یونانی تفسیر اور سیاسی دھڑے بندیوں نے اس زوال میں مزید اضافہ کر دیا۔ توحیدی فکر گم اور اسلامی شخصیت پشمرده ہو کر رہ گئی۔ قرآن کو مختلف اور متضاد تاویلوں کا نشانہ بنالیا گیا۔ حدیث کا انکار ہونے لگا۔ اسلامی عقیدہ مختلف ایجاد بندہ رسوم و بدعات کا شکار ہو گیا۔ اور وہ صورت حال مسلمانوں پر چھا گئی جس کا ماتم اقبال جگہ کرتے ہیں۔^(۵)

امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا تھا ”لَنْ يَصْلَحَ آخِرُ هَذِهِ الْأُمَّةِ إِلَّا بِمَا صَلَحَ بِهِ أَوَّلُهَا“ (اس امت کے آخر کی اصلاح بھی اسی سے ہوگی جس سے اس کے اول کی اصلاح ہوئی تھی) اصلاح و تجدید کا یہ دائمی اصول ہے اور احیاء دین کی کوئی بھی کوشش اس کو نظر انداز کر کے کامیاب نہیں ہو سکتی۔ اس اصول کا خلاصہ دو لفظوں میں قرآن اور سنت صحیحہ کی طرف دوبارہ رجوع کی دعوت ہے۔ زوال کے ادوار میں بھی خال خال ایسے مصلحین و مجددین پیدا ہوتے رہے ہیں جنہوں نے اس چشمہ صافی کی طرف رجوع کرنے کی دعوت دی، یہی حقیقی اسلامی فکر ہے اور یہی سلفیت حقہ ہے۔ محدث القرن العشرین، محی السنۃ علامہ محمد ناصر الدین البانی بھی اسی مبارک قافلے کے ایک رکن رکین تھے جنہوں نے دعوت و اصلاح، تجدید و ترمیم اور تحقیق و اجتہاد سے بھرپور ایک عمر گزاری اور بہترین زاد راہ لے کر اپنے رب کے حضور حاضر ہو گئے۔ آئندہ سطور میں ہم علامہ البانی رحمہ اللہ کے مکتب فکر کے بعض امتیازات و خصائص پر روشنی ڈالیں گے۔

البانیہ^(۶) کے سابق دار الحکومت اچک درہ (اشقودرہ) کے ایک مفلس لیکن متدین اور علمی گھرانے میں شیخ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ نے آنکھیں کھولیں۔ ان کا نسبی تعلق ترک نژاد اور ناوط قبیلہ سے ہے۔ تاریخ پیدائش ۱۳۳۳ھ مطابق ۱۹۱۴ء ہے۔ ان کے والد الحاج نوح نجاتی ایک متصہب حنفی عالم اور صوفی تھے۔ جنہیں اس علاقہ میں دینی و علمی مرجعیت حاصل تھی۔ محمد ناصر الدین کی پیدائش کے چند سال بعد ہی اس خاندان کو البانیہ کو خیر باد کہہ دینا پڑا۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ ترکی میں آنے والے انقلاب اور یورپ کی ترقیات سے مرعوب ہو کر البانیہ کے والی احمد زاغونے بھی اپنے ملک میں سیکولرزم کو اختیار کر لیا اور مذہبی لوگوں پر زیادتیاں شروع کر دیں اور جبراً مغربیت تھوپنے لگا۔ چنانچہ الحاج نوح البانیہ سے ہجرت کر کے دمشق (شام) چلے گئے اور وہیں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ اس وقت دمشق میں ایک نیم سرکاری چیئر ٹیبل سوسائٹی جمعیۃ الاسعاف الخیریہ تعلیمی ورفاہی کاموں میں سرگرم تھی۔ اس کے تحت چلنے والے ابتدائی مدرسہ میں محمد ناصر الدین نے ابتدائی تعلیم حاصل کی۔

چونکہ ان کے والد سرکاری اسکولوں کے مخصوص رجحانات کے باعث ان کے نظام اور نصاب سے اختلاف رکھتے تھے اور اس تعلیم کے ثقافتی اثرات و نتائج سے مطمئن نہ تھے۔ لہذا اپنے بیٹے کے لیے خود ہی ایک خاص نصاب بنایا اور اسی کے مطابق ان کو حفظ قرآن، تجوید کے ساتھ ہی لغت، صرف و نحو اور فقہ حنفی کی تعلیم دی۔ حفظ و تجوید کی تکمیل بروایت حفص کی۔ پھر دمشق کے متعدد علماء و مشائخ سے مختلف علوم حاصل کیے،^(۷) اس دیار کے مشہور عالم شیخ سعید البرہانی سے لغت و بلاغت و ادب کے ساتھ فقہ حنفی کی معروف کتاب مراقی الفلاح، شرح نور الإيضاح وغیرہ پڑھیں۔ اپنی تعلیم کے دوران ہی

_____ ماہنامہ الشریعہ (۱۰) اگست ۲۰۱۰ _____

محمد ناصر الدین علامہ الشامی شیخ ہجہ البیطار کے علمی حلقہ میں آئے اور ان کے دروس وافادات سے فیضیاب ہونے لگے۔ اسی حلقہ کا اثر تھا کہ درسیات کے ساتھ ہی محمد ناصر الدین کو خارجی مطالعہ کا شوق بھی پیدا ہو گیا۔ ان کے مطالعہ میں بطور خاص شیخ سید رشید رضا^(۸) کی تحریریں اور ان کا رسالہ المنار ہوتا تھا۔ رشید رضا صحیح السنۃ کے نام سے جانے جاتے تھے اور مصر و شام میں رجوع الی القرآن والسنۃ کی تحریک کے اولین نقیب تھے۔ ان کی تحریروں سے غذا پاکر نو جوان ناصر الدین اپنے تشدد خفی والد کی رائے اور رجحان کے برخلاف اجتہادی اور سلفی مکتب فکر سے قریب تر ہوتے چلے گئے۔ اور ابن قیم الجوزیہ رحمہ اللہ اور ان کے استاذ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی تحریروں کے مطالعہ نے مزید گہرائی اور رسوخ پیدا کر دیا۔

شیخ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کو دمشق کے علمی مراکز سے سندیں اور ڈگریاں حاصل کرنے کا اتفاق تو نہیں ہوا لیکن حدیث سے ان کی دل چسپی، انہماک اور تفوق کو دیکھتے ہوئے حلب کے مشہور عالم، محقق اور مورخ راغب الطباخ نے انھیں حدیث کی سند عطا کر دی۔ نو عمری میں ہی شیخ محمد ناصر الدین نے اپنے والد سے گھڑی سازی سیکھی اور بطور پیشہ اسی کو اپنایا۔ اس کی وجہ سے انھیں حدیث میں زیادہ سے زیادہ وقت لگانے کا موقع مل گیا کہ بقدر کفایت گھڑی سازی سے انھیں روزی حاصل ہو جاتی تھی۔ شروع میں وہ الساعاتی بھی کہے جاتے تھے۔ یاد رہے کہ الاخوان المسلمون کے بانی و مؤسس شیخ حسن البناء کے والد شیخ احمد البناء بھی گھڑی ساز تھے اور نامور محدث بھی جنھوں نے مسند احمد کی ایک ناتمام شرح الفتح الربانی کے نام سے لکھی ہے۔^(۹)

عمر کی دوسری دہائی میں شیخ محمد ناصر الدین نے اپنا پہلا حدیثی کارنامہ یہ انجام دیا کہ حافظ عراقی کی ”المغنی عن جمل الأسفار فی تخریج مافی الإحیاء من الأخبار“ پر تعلیقات چڑھائیں۔ اس کام کی تقریب یوں پیدا ہوئی کی سید رشید رضا (۱۳۵۴ھ) کے مجلہ ”المنار“ میں انھیں کے قلم سے امام غزالی کی احیاء علوم الدین پر نقد و تبصرہ شائع ہوا۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے پڑھا اور اسی سے ان کو ”الإحیاء“ کے مطالعہ کا شوق ہوا۔ چنانچہ ”احیاء“ کو انھوں نے حافظ زین الدین العراقي رحمہ اللہ (۸۰۶ھ) کی تخریج احادیث کے ساتھ پڑھا۔ اور اس بالاستیعاب مطالعہ میں تعلیقات بھی لکھتے گئے۔ اسی مطالعہ نے انھیں تحقیق کی نئی راہ دکھا دی۔ آگے کی راہ بھی ہموار کر دی اور ان کا منہج عمل بھی متعین کر دیا۔ اب دمشق کے علمی حلقوں میں ان کی شہرت ہو گئی اور ان کا احترام کیا جانے لگا۔ حتیٰ کہ شہر کے مشہور کتب خانہ ”المظاہرہ“ کے ذمہ داروں نے ان کی محنت، ذوق و شوق اور علمی لگن کو دیکھ کر ان کے مطالعہ کے لیے ایک کمرہ متعین کر دیا اور لائبریری کی چابی بھی انھیں دیدی کہ جس وقت چاہیں مطالعہ کر سکیں۔^(۱۰)

جس جگہ قبر ہو وہاں صلاۃ ادا کرنا اور اسے مسجد بنانا خاصا مختلف فیہ مسئلہ رہا ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ اس مسئلہ میں ابتداء ہی سے عدم جواز کی رائے رکھتے تھے۔ چنانچہ انھوں نے ”تحذیر الساجد من اتخاذ القبور مساجد“ کے نام سے کتاب لکھی اور اس مسئلہ سے متعلق مختلف فقہی آراء کا تقابلی مطالعہ اور ان پر قرآن و حدیث کی روشنی میں محاکمہ کیا اور اپنی رائے کو مدلل طور پر پیش کیا۔^(۱۱) یہ بحث خاصی ہنگامہ خیز ثابت ہوئی اور کافی لے دے چکی۔ یہ کتاب کئی بار شائع ہو چکی ہے۔ اس کے علاوہ شیخ کے اولین کارناموں میں معجم طبرانی کی تخریج بھی ہے۔ جس کا نام انھوں نے ”الروض النضیر فی ترتیب و تخریج معجم الطبرانی الصغیر“ رکھا۔ شیخ البانی رحمہ اللہ کے ان تحقیقی کاموں نے دیار شام کے علماء میں انھیں ممتاز کر دیا اور شام کے محدث کبیر علامہ بدر الدین الحسینی کے جانشین کے طور پر دیکھے جانے لگے۔

_____ ماہنامہ الشریعہ (۱۱) اگست ۲۰۱۰ _____

حدیث وسنت کے دفاع، تحقیق و تنقید حدیث اور سلف صالحین کی فکر کی تشریح میں شیخ البانی کی تصنیفات کی تعداد تقریباً ۱۶۵ تک پہنچتی ہے۔ جن میں بعض تالیفات ضخیم ہیں۔ بعض چھوٹے چھوٹے رسائل کی شکل میں ہیں۔ ان کتابوں میں اکثر شائع ہو چکی ہیں اور متعدد کا ترجمہ مختلف عالمی زبانوں میں ہو چکا ہے۔ بعض کتابیں ابھی غیر مطبوع ہیں، عصر حاضر کے مستند اور علمی اسلامی لٹریچر میں ان تصنیفات کا مقام نہایت بلند ہے۔ ان کی چند اہم اور مشہور ترین کتابیں درج ذیل ہیں۔ (واضح رہے کہ ان کے مخطوطات، منافشات وغیرہ کو جمع کر کے یہ عدد ۲۲۱ تک پہنچ جاتا ہے)

- ۱۔ سلسلۃ الأحادیث الصحیحة ۱۴ اجزاء ۵ جلدوں میں منظر عام پر آ چکی ہے۔
- ۲۔ سلسلۃ الأحادیث الضعیفة و الموضوعة و أثرها السیئ فی الأمة، فہارس ایک الگ جلد میں ہیں۔ یہ کتاب مکمل چھپ چکی ہے اور شیخ کی مقبول ترین کتابوں میں سے ہے۔ الصحیحة اور الضعیفة دونوں ہی شیخ کے ان قسطوار مضمونوں کا مجموعہ ہیں جو مجلة التمدن الإسلامی دمشق میں عرصہ تک شائع ہوتے رہے۔ بعد میں انہیں کتابی شکل دے دی گئی (۱۲) ۷ جلدیں شائع ہو گئیں۔ کل ۱۴ جلدوں میں آئے گی۔
- ۳۔ صحیح الجامع الصغیر و زیاداتہ طبع اول چھ جلدوں میں طبع ثانی دو جلدوں میں۔
- ۴۔ ضعیف الجامع الصغیر ۱۶/۱۷ جلدوں میں مکمل دو جلدوں میں چھپ چکی ہے۔
- ۵۔ صحیح الترغیب و الترہیب للمندری۔ ۶۔ ضعیف الترغیب والترہیب للمندری۔
- ۷۔ صحیح سنن أبی داؤد۔ ۸۔ ضعیف سنن أبی داؤد۔
- ۹۔ صحیح سنن ابن ماجہ۔ ۱۰۔ ضعیف سنن ابن ماجہ۔
- ۱۱۔ معجم الحدیث (۱۴۹ ج) غیر مطبوع ہے۔ شیخ کی اکثر تخریجات و تحقیقات کی بنیاد یہی کتاب ہے۔ (۱۳)
- ۱۲۔ حجية السنة مشہور کتاب ہے اور اس کے مختلف زبانوں میں ترجمے ہو چکے ہیں، اردو میں ہمارے استاذ مولانا بدرالزمان نیپالی مدنی نے ترجمہ کیا ہے۔ اسی موضوع پر ان کا ایک اور رسالہ ”منزلة السنة فی الإسلام“ کے نام سے بھی شائع ہوا ہے۔
- ۱۳۔ تسدید الإصابة إلى من زعم نصرۃ الخلفاء الراشدین الصحابة ۵ جلد مطبوع ہے۔
- ۱۴۔ صفة صلاة النبی من التكبير إلى التسليم کأنک تراہا۔ یہ بھی شیخ کی مشہور ترین کتابوں میں سے ہے۔ اور اس کا مختلف زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ (۱۴) اردو میں دو ترجمے پائے جاتے ہیں، ایک پاکستان میں ہوا ہے دوسرا ہندوستان میں۔
- ان تصانیف کے علاوہ شیخ نے تقریباً ۵۰ کتابوں کی تخریج بھی کی ہے۔ ان پر تحقیقی حواشی اور تعلیقات لکھی ہیں۔ بیشتر طبع ہو چکی ہیں اور کئی کا متعدد زبانوں میں ترجمہ بھی ہو گیا ہے۔ ان کی مشہور ترین تخریجات یہ ہیں۔
- ۱۵۔ إرواء الغلیل فی تخریج أحادیث منار السبیل: ۷ اجزاء۔ ایک علیحدہ جزء فہارس کا بھی ہے۔ منار السبیل فقہ حنبلی کی معروف کتاب ہے۔
- ۱۶۔ الذب الأحمَد عن مسند الإمام أحمد۔ پاکستان کے ایک عالم نے مسند امام احمد کی اصلیت کے بارے میں شکوک و شبہات کا اظہار کیا اس کی تردید میں شیخ نے یہ کتاب لکھی ہے۔ (۱۵)

_____ ماہنامہ الشریعہ (۱۲) اگست ۲۰۱۰ _____

- ۱۷۔ تخریج احادیث کتاب شرح العقيدة الطحاویة مقدمہ اور تعلیقات کے ساتھ۔
 ۱۸۔ خطیب تبریزی کی مشکاة المصابیح کی تخریج ۳ جلد، مطبوع ہے۔
 ۱۹۔ ریاض الصالحین للإمام النووی کی تخریج مطبوع ہے۔
 ۲۰۔ مختصر صحیح مسلم للإمام المنذری کی تحقیق و تخریج مطبوع ہے۔
 ۲۱۔ الجمع بین میزان الاعتدال للذهبی و لسان المیزان لابن حجر کی تحقیق غیر مطبوع۔
 ۲۲۔ صحیح الأدب المفرد و ضعیف الأدب المفرد للإمام البخاری رحمہ اللہ۔

۲۳۔ ان تحقیقات کے علاوہ حجاب المرأة المسلمة و لباسها فی الصلاة لابن تیمیہ رحمہ اللہ کو مزید تحقیق حواشی اور تعلیقات کے ساتھ شائع کیا۔ اس موضوع پر خود ان کی بھی مستقل کتاب موجود ہے جس کا نام حجاب المرأة المسلمة فی الكتاب و السنة ہے۔ اس کے دوسرے ایڈیشن میں شیخ نے مزید اضافے کیے اور یہی کتاب حجاب المرأة المسلمة کے نام سے شائع ہوئی۔ اس میں شیخ نے اپنی تحقیق کی روشنی میں سفور (چہرہ کا پردہ نہیں) کو ترجیح دی ہے۔ وہ چہرہ کے پردہ کے وجوب کے قائل نہیں تھے لیکن اسے مستحب سمجھتے تھے اور اپنی اہلیہ اور خواتین کو پردہ کراتے تھے۔ یہ مسئلہ خاصا مختلف فیہ ہے اور بہت سے علماء نے اس مسئلہ میں شیخ سے اختلاف کیا ہے۔^(۱۶) ذاتی طور پر ناچیز شیخ البانی کی تحقیق کو رائج سمجھتا ہے۔

علاوہ ازیں ۲۴۔ مختصر کتاب الإیمان لابن تیمیہ، ۲۵۔ کتاب العلم لأبی خیسمة، ۲۶۔ رسالة فی الصیام لابن تیمیہ، ۲۷۔ اقتضاء العلم و العمل، خطیب بغدادی، ۲۸۔ المسح علی الجوربین، جمال الدین القاسمی، ۲۹۔ مختصر العلل للذهبی، ۳۰۔ مختصر صحیح البخاری، ۳۱۔ الروضة الندية صدرتی حسن خاں بھوپالی، ۳۲۔ فضل الصلاة علی النبی، قاضی اسماعیل، ۳۳۔ الکلم الطیب لابن تیمیہ وغیرہ کو اپنی تحقیق و تخریج کے ساتھ شائع کیا۔ ان کے علاوہ: ۳۴۔ آداب الزفاف فی السنة المطهرة، ۳۵۔ احکام الجنائز و بدعها، ۳۶۔ حجة النبی ﷺ، ۳۷۔ رواہا جابر شیخ البانی کی اہم تصانیف میں شمار ہوتی ہیں۔ مزید براں شیخ البانی نے محمد الغزالی کی فقہ السیرة، سعید رمضان البوطی کی فقہ السیرة^(۱۷) شیخ یوسف القرضاوی کی الحلال و الحرام فی الإسلام اور مشکلة الفقر و کیف عالجهما الإسلام کی تخریج بھی کی ہے۔ ان کے علاوہ بھی متعدد کتابیں، رسالے اور مقالے ہیں جن میں دوسرے معاصر علماء پر نقد، بعض کتابوں کا جواب اور علمی تعاقب ہے۔^(۱۸) شیخ البانی رحمہ اللہ کی ایک بڑی خصوصیت یہ تھی کہ وہ محض کتابی عالم اور گوشہ نشین محقق نہ تھے بلکہ محیر العقول علمی اور تحقیقی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ ہی انھوں نے تمام عمر اپنی دعوتی و اصلاحی سرگرمیاں بھی جاری رکھیں۔ اس کے لیے انھوں نے اپنا اولین میدان دمشق (شام) کو بنایا تھا۔ جہاں غالی تصوف، متعصب و جامد فقہی مکاتب فکر اور شیعیت کے بطن سے جنم لینے والے نصیری، دروزی اور اسماعیلی جیسے گمراہ و بدعتی فرقوں کا بڑا زور تھا اور صحیح اسلامی عقیدہ رفض و تشیع اور تصوف کی انھیں مختلف گمراہ کن شکلوں اور بدعات و خرافات کے گرد و غبار میں روپوش تھا۔ انھوں نے عقائد کی اصلاح کے لیے چھوٹے بڑے رسائل بھی لکھے اور درس حدیث کے حلقے بھی قائم کیے۔ توحید، فقہی مسائل اور تقلید جامد جیسے مسائل پر ان کے اور مختلف مشائخ و فقہاء کے مابین مناظرے و مناقشے بھی ہوئے۔ شیخ ان مسائل میں بعض اوقات شدت اختیار کر لیتے تھے (جو کہ

وقت کا تقاضا اور مطلوب تھی) اس کی وجہ سے مشائخ، صوفیاء اور عام مقلد علماء کے اندر شدید رد عمل ہوا۔ انھوں نے شیخ البانی رحمہ اللہ کی شدید مخالفت شروع کر دی۔

حتیٰ کہ شیخ کے والد بھی جو ایک تشدد خیزی عالم اور صوفی تھے اور بیٹے کو بھی روحانی مراکز اور مزارات پر لے جانا چاہتے تھے ان کے خلاف ہو گئے۔^(۱۹) پورے علاقہ میں ان کے خلاف پروپیگنڈہ کے ذریعہ مخالفانہ فضا بنادی گئی۔ لوگ انھیں ”گمراہ و باہی“ کہنے لگے۔ تاہم محقق اور راسخ العقیدہ علماء کی تائید و حمایت انھیں ہمیشہ حاصل رہی۔ بطور خاص ان کے استاذ و شیخ علامہ بچہ الدیطار سے انھیں سرگرم حمایت و تقویت ملی نیز علامہ محب الدین الخطیب، شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز، علامہ عبد الحسن حمد العباد، ڈاکٹر ریج ہادی اور علامہ مقل بن ہادی وادعی اور شیخ محمد عبدالوہاب البنا وغیرہم نے آپ کی بھرپور تائید کی۔ اپنی اصلاحی و دعوتی سرگرمیوں کو شیخ البانی رحمہ اللہ نے دو حصوں میں تقسیم کیا ہوا تھا۔ ایک میں وہ ہفتہ میں دوسرے تہج عقائد اور علمی مسائل میں درس دیتے تھے جن میں شیخ کے تلامذہ و رفقاء کے علاوہ جامعات کے طلبہ بھی حصہ لیتے تھے۔ جن کتابوں کا درس دیا جاتا تھا ان میں خاص یہ ہیں: السروضة السنية مؤلفہ صدیق حسن خاں رحمہ اللہ (نواب بھوپال) جو الدرر البہیۃ للشوکانی کی شرح ہے۔ أصول الفقہ شیخ عبدالوہاب خلاف، الباعث الحثیث شرح اختصار علوم الحدیث لابن کثیر (تحقیق احمد شاکر) منهاج الإسلام فی الحکم محمد اسد، فقہ السنۃ از سید سابق جسے شیخ حسن البنا کے ایماء پر ترتیب دیا گیا تھا۔ شیخ البانی نے اس کتاب کا تاملہ تصحیح نامہ بھی لکھا ہے جس کا نام تمام المنة علی فقہ السنۃ ہے۔^(۲۰)

اپنے اصلاحی کاموں کے دوسرے حصہ میں وہ ماہانہ ٹور کرتے جو باقاعدگی اور پابندی سے ہوتے اور ہفتہ ہفتہ جاری رہتے۔ ان سفروں میں وہ خاص کر شام اور اردن کے مختلف علاقوں، شہروں اور بستیوں کا دورہ کرتے اور لوگوں کو اپنے اصلاحی موعاظ، تقاریر اور دروس سے مستفید کرتے تھے۔ شیخ البانی کے علمی و تحقیقی منہج درس اور اصلاحی پروگرام کے بہت مثبت اثرات پڑے۔ ان کی دور رس کا اندازہ معاندین اہل بدعت کو بھی تھا۔ یہی وجہ ہے کہ شیخ کے خلاف ان کو جو بھی موقع ملتا وہ اس کو ہاتھ سے جانے نہ دیتے تھے ان کی مسلسل سازشوں اور غلط بیانیوں کے باعث حکام کو شیخ کے خلاف کر دیا گیا چنانچہ ۱۹۶۷ء میں انھیں ایک مہینہ تک جیل میں ڈال دیا گیا۔ دوسری بار پھر ۶ مہینہ کے لیے انھیں حوالہ زنداں کر دیا گیا۔ لیکن ان ساری پریشانیوں کو انھوں نے خندہ جبینی سے برداشت کیا۔ جیل میں بھی سنت یوسفی جاری رہی اور قید و بند کی آزمائشوں کے باوجود شیخ کا علمی، دعوتی اور تحقیقی سفر جاری رہا۔

علامہ البانی رحمہ اللہ موجودہ زمانہ میں عمل بالکتاب والسنۃ کے پر جوش داعی و علمبردار تھے۔ حق گوئی و بے باکی کے نتیجہ میں ہمیشہ جلا وطنی اور مہاجریت کی زندگی گزاری، غیر اسلامی اور غیر شرعی اعمال پر امراء اور ارباب اقتدار کو بھی ٹوکنے اور متنبہ کرنے سے نہ چوکتے۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ مختلف علاقوں میں قیام پذیر ہوتے رہے کبھی شام، کبھی کویت و حجاز اور کبھی اردن میں۔ ۲۰ اکتوبر ۱۹۹۹ء کو عمان (اردن) میں انتقال ہوا۔ وہیں سپرد خاک ہوئے، وفات سے پہلے ہی آپ نے اپنی وصیت تحریر فرمادی تھی۔^(۲۱) اپنی علمی زندگی میں شیخ البانی رحمہ اللہ نے غیر معمولی نشاط و حرکت کا مظاہرہ کیا جس نے عالم اسلام کے اہم مراکز و رہنماؤں کو ان کی طرف متوجہ کر دیا اور مختلف جگہوں پر انھیں مختلف ذمہ داریاں تفویض کی گئیں جن میں سے کچھ خاص سرگرمیوں کا ذکر کیا جاتا ہے:

_____ ماہنامہ الشریعہ (۱۴) اگست ۲۰۱۰ _____

۱۔ شامی عالم وادیب دکتور مصطفیٰ السباعی رحمہ اللہ نے انھیں موسوعة الفقه الاسلامی کے ابواب البيوع کی احادیث کی تخریج کے لیے منتخب کیا۔ ۱۹۵۵ء میں یہ موسوعہ شائع ہوا۔

۲۔ مصر و شام کے انضمام کے بعد متحدہ حکومت کے تحت ایک لجنة الحديث کی تشکیل کی گئی جس کا مقصد کتب حدیث کی نشر و اشاعت تھا۔ شیخ البانی کو اس لجنة (کمیٹی) کا ایک رکن منتخب کیا گیا۔

۳۔ ۱۳۷۳ھ میں سعودی عرب کے إدارة البحوث و الافتاء و الدعوة و الإرشاد کی جانب سے شیخ نے مصر، مراکش اور برطانیہ کا دعوتی و تبلیغی سفر کیا اور عقیدہ، سنت اور اصول الدین پر اپنے محاضروں اور درسوں سے اہل علم اور علمی مجالس کو مستفید کیا۔

۴۔ ۱۳۶۲ھ سے ۱۳۶۷ھ تک، تین سال آپ جامعہ اسلامیہ مدینہ طیبہ میں استاذ حدیث و سنت رہے۔ ۱۳۹۵ھ سے ۱۳۹۸ھ تک جامعہ اسلامیہ مدینہ طیبہ کی مجلس اعلیٰ کے رکن رہے۔ واضح رہے کہ ۱۳۸۸ھ میں انھیں سعودی وزیر تعلیم نے ام القریٰ مکہ مکرمہ کے شعبہ اسلامک اسٹڈیز کی صدارت کا عہدہ پیش کیا تھا۔ اسی طرح ہندوستان کی جامعہ سلفیہ بنارس نے بھی انھیں شیخ الحدیث کے منصب پر لانے کی کوشش کی تھی لیکن بعض وجوہات کی بنا پر شیخ البانی رحمہ اللہ دونوں ہی جگہ نہیں جاسکے۔

۶۔ ۱۹۹۹ء میں شیخ البانی رحمہ اللہ کو خدمت حدیث پر شاہ فیصل عالمی ایوارڈ سے نوازا گیا۔ ویسے اس اعزاز سے علامہ کی قدر و منزلت میں کوئی اضافہ نہیں بلکہ خود اس ایوارڈ نے تو قیور پائی۔ (۲۲)

عالم اسلام و عالم عرب میں البانی رحمہ اللہ ایک مستقل مدرسہ فکر کی حیثیت اختیار کر چکے ہیں۔ جس کی بنیاد دو اصولوں تصفیہ اور تربیت پر رکھی گئی ہے۔ مختصر اُن کا مفہوم یہ ہے کہ اسلام کے فکری و ثقافتی سرمایہ کو ضعیف، موضوع اور بے سرو پا روایات و بدعات اور خرافات سے پاک صاف کرنا اور نئی نسلوں کی صحیح اسلامی عقیدہ کے مطابق روحانی اور اخلاقی تربیت کرنا۔ ان دو اصولوں کی تشریح خود علامہ کی زبانی ملاحظہ کریں:

”تصفیہ سے میری مراد مذہب اسلام کو ہر شک و شبہ سے پاک کرنا ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ سنت مطہرہ کے ذخیرہ سے ضعیف و موضوع روایات کو چھانٹ کر الگ کر دیا جائے۔ پھر قرآن کی اسی صحیح سنت اور سلف صالح کی فہم و فراست آیات کی روشنی میں تفسیر کی جائے۔ اس آخری شق کی تکمیل بغیر علوم حدیث خصوصاً جرح و تعدیل کا گہرا مطالعہ کیے بغیر ممکن نہیں ہے۔ اس سے میری مراد یہ نہیں ہے کہ میں تفسیر قرآن کو ان ہی حدود میں قید کرنا چاہتا ہوں جو سلف نے متعین کی ہیں بلکہ میری منشا صرف یہ ہے کہ تفسیر کے باب میں منج سلف کا التزام کیا جائے کیوں کہ اس التزام کا فائدہ یہ ہوگا کہ پیچھے فکر کا ارتکاز اور پر آگندہ خیالی کا سد باب ہو جائے گا۔“

اس کے بعد دوسرے اصول کی توضیح یوں کی ہے:

”اور تربیت سے میری مراد مسلم نسل کو قرآن و سنت سے ماخوذ صحیح اسلامی عقیدہ پر چلنا سکھانا ہے۔ یہاں پر یہ بات میں خصوصیت کے ساتھ ذکر کرنا چاہوں گا کہ مسلمان بچوں کو عبادت کا عادی بناتے ہوئے بعض لوگوں کی طرح ان بچوں کے سامنے عبادت کے مادی فوائد پر زیادہ کلام نہ کیا جائے اور اگر عبادت کے مادی فوائد کا ذکر ناگزیر ہی ہو جائے تو اسے آخری صورت کے طور پر استعمال کیا جانا چاہیے۔ یہاں پر یہ بات کہہ دینا بھی میں نہ بھولوں گا کہ اسلامی قانون شریعت کو اللہ اور اس کے حکم کی تابعداری کے طور پر پڑھایا جائے اور وقت تدریس اس

_____ ماہنامہ الشریعہ (۱۵) اگست ۲۰۱۰ _____

کے مادی فوائد کو بیان کرنے کا زیادہ اہتمام نہ کیا جائے۔۔۔“ (۲۳)

البانی رحمہ اللہ مکتب فکر کے راقم سطور کی نظر میں یہ چند اہم خصائص و امتیازات ہیں۔ چنانچہ ان کے نزدیک:
۱۔ دین کی وہی تعبیر درست و معتبر ہے جو قرآن و سنت اور فہم سلف کے مطابق ہو اور ناجی وہ ہے جو کتاب و سنت کے فہم کے لیے سبیل المؤمنین پر کار بند ہو۔

اسی پہلو سے انھوں نے متعدد معاصر مسلم شخصیات، مصنفوں اور تحریکات پر رد فرمایا ہے۔ شیخ کے رد و تعقیبات کی تعداد اچھی خاصی ہے۔ انھوں نے اخوان المسلمون اور جماعت اسلامی وغیرہ اسلامی تحریکات تکھی جانے والی جماعتوں اور ان کی کئی تعبیرات پر بھی تنقید فرمائی۔ یہ دونوں جماعتیں جاہلیۃ القرن العشیرین کے عنوان سے ایک اصطلاح استعمال کرتی ہیں اور اس کو اتنا عام کرتی ہیں کہ مسلم ممالک اور ان کے حکمرانوں کو بھی اس عموم میں شامل کرتی ہیں۔ اخوان المسلمون کے متشدد دھڑے جماعة التكفير والهجرة نے تو اس اصطلاح کے حوالہ سے معاصر مسلم حکمرانوں کی حکمرانی کو جاہلیت قرار دے کر ان کے خلاف تشدد وار ہاب اور خروج کو جائز قرار دیا تھا۔ اسی جماعت کے ایک رکن خالد اسلامبولی نے انور سادات (مصری صدر) کو کافر اور دشمنوں کا ایجنٹ قرار دے کر گولی مار دی تھی۔ شیخ البانی نے اس مروجہ اصطلاح کا رد فرمایا۔ اور کفر اعتقادی و کفر عملی میں فرق و امتیاز کی وضاحت عبد اللہ بن عباسؓ کی تفسیر اور شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ اور حافظ ابن القیمؒ کے افکار کی روشنی میں فرمائی، انھوں نے ارہاب و تشدد کو حرام قرار دیا اور حکمرانوں کے خلاف خروج پر شدید نکیر فرمائی۔ (۲۴)

اپنے ایک طویل انٹرویو میں شیخ البانی نے فرمایا: تفسیر و تطہیر کے اس عمل کے ساتھ ساتھ دوسری چیز جو اہم ہے وہ خالص اسلام کے سایہ میں نوجوان نسل کی تربیت اور انھیں پروان چڑھانے کا کام ہے۔ موجودہ صدی میں اسلام کے نام سے جو جماعتیں اور تنظیمیں وجود میں آئی ہیں جب ہم ان کے کاموں کا جائزہ لیتے ہیں تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ان جماعتوں نے اس پہلو سے کوئی خاص استفادہ نہیں کیا ہے۔ سوائے یہ چیخنے چلانے کے کہ وہ اسلامی حکومت کا قیام چاہتی ہیں۔ اپنی اس دلیل سے انھوں نے بہت سے معصوموں کے خون سے ہولیاں کھیلیں۔ ان کے کتاب و سنت سے متصادم عقائد و نظریات کی گونج برابر ہمارے کانوں میں سنائی دیتی رہی ہے۔ یہاں اسی مناسبت سے ہم ایک داعی کی بات نقل کر رہے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ان کے تبعین اس کا التزام کریں اور اسے عملی جامہ پہنائیں۔ وہ فرماتے ہیں:

”أقيموا دولة الإسلام في قلوبكم تقم لكم على أرضكم“ (حسن البناء)

”اسلام کی حکومت پہلے اپنے دلوں پر قائم کرو زمین پر بھی قائم ہو جائے گی۔“

یہ حقیقت ہے کہ مسلمان جب اپنے عقائد کتاب و سنت پر مبنی، صحیح اور درست کر لیں گے تو ان کی عبادات اور اخلاق و سلوک بھی صحیح و درست ہو جائیں گے لیکن افسوس ہے کہ اس حکیمانہ بات کی طرف لوگوں کی توجہ نہیں صرف حکومت الہیہ کے قیام کے لیے چیخنا چلانا رہ گیا ہے۔ شاعر نے ایسے لوگوں کے متعلق کہا ہے۔

ترجو النجاة و لم تسلك مسالكها

إن السفينة لا تجرى على اليبس (۲۵)

۲۔ البانی مکتب فکر کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ وہ تقلید کا قائل نہیں۔ بطور خاص اہل علم کے لیے تقلید جامد اس کی نظر میں جائز نہیں۔ اس اصول کی توضیح شیخ نے اپنی متعدد تالیفات میں بتکار کی ہے۔ شیخ علمی و عملی طور پر خود بھی سختی سے اس

_____ ماہنامہ الشریعہ (۱۶) اگست ۲۰۱۰ _____

اصول کی پیروی کرتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے:

”أن العلم لا يقبل الجمود فهو في تقدم مستمر من خطأ إلى صواب و من صحيح إلى أصح. (۲۶)
”علم جمودگوارا نہیں کرتا، وہ ہمہ وقت غلط سے صحیح اور صحیح سے صحیح تر کی طرف گامزن رہتا ہے۔“

اپنی علمی تحقیقات، حدیث کی تخریجات اور تصحیح و تضعیف وغیرہ میں کسی مسلک و مشرب کی پیروی وہ نہیں کرتے، نہ کسی شخصیت سے متاثر ہو کر کوئی رائے قائم کرتے بلکہ ٹھیک علمی اصول و ضوابط کی پیروی کرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں لکھا ہے:

ومما ينبغي أن يذكر بهذه المناسبة أني لا أقلد أحداً فيما أصدره من الأحكام على تلك الأحاديث وإنما أتبع القواعد العلمية التي وضعها أهل الحديث، وصبروا عليها في إصدار أحكامهم على الأحاديث من صحة أو ضعف. (۲۷)

”اس مناسبت سے یہ ذکر کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ میں ان احادیث پر حکم لگانے کے عمل میں کسی کی تقلید نہیں کرتا بلکہ علماء حدیث کے وضع کردہ علمی قواعد و اصول کی پیروی کرتا ہوں جن کی کسوٹی پر انہوں نے احادیث پر صحت و ضعف کا حکم لگایا ہے۔“

مولانا مودودیؒ اور سید قطبؒ نے بڑے شد و مد سے دعویٰ کیا ہے کہ اخص خصائص الألوهية الحاكمة یعنی تشریع اور قانون سازی کا حق صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ اس میں کوئی انسان اس کا شریک ہے نہ کوئی کمیٹی اور تنظیم۔ شیخ اس تشریح کو نا کافی سمجھتے ہیں اور اس میں اضافہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

”میں کہتا ہوں کہ اکثر تعلیم یافتہ نوجوانوں نے اسلامیات کے ان اسکالروں (اخوانیوں) کے ذریعہ یہ توجان لیا کہ حاکمیت صرف اللہ کے لیے ہے۔ لیکن ٹھیک اسی وقت ان نوجوانوں میں سے اکثر کو اس کے بعد خیال نہیں آتا کہ اللہ تعالیٰ کے مبداء حاکمیت میں جس مشارک کی لٹی کی گئی ہے اس کی بابت اس میں کچھ فرق نہیں کہ اللہ کو چھوڑ کر جس انسان کی پیروی کی گئی ہے وہ مسلمان ہو (جس نے اللہ کے کسی حکم کے اندر غلطی کی ہو) یا کافر ہو (جس نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شارع بنا لیا ہو) یا عالم ہو یا جاہل۔ ان میں سے ہر ایک اللہ کے مبداء حاکمیت کے منافی ہے۔“ آگے مزید لکھتے ہیں: ”یہ چیز ہے تقلید کو دین بنالینا اور کتاب و سنت کی نصوص کو تقلید کی وجہ سے رد کر دینا۔“ (۲۸)

۳۔ خبر واحد کی حجیت: عام طور پر اصول فقہ کی کتابوں میں خبر واحد کو ظنی کہا جاتا ہے جس سے گمان ہوتا ہے کہ اس سے کسی قطعی حکم کا ثبوت نہیں ہوتا۔ حضرات حنفیہ اس اصول پر بہت زور دیتے ہیں اور موجودہ زمانے کے بہت سے مسلم مصنفین و مفکرین نے اسے ایک علمی مسلمہ کی حیثیت سے پیش کیا ہے۔ حالانکہ یہ نظریہ اپنے آپ میں نہایت خطرناک ہے۔ پھر بھی عجیب بات ہے کہ اہل علم نے بڑی تعداد میں اس بے اصل رائے کو اختیار کر رکھا ہے۔ خبر واحد کی ظنیت کے نظریہ کی آڑ میں منکرین حدیث اور دیگر متشککین نے پورے ذخیرہ حدیث کو مشتبہ و مسترد کرنے کی نامسعود کوشش کی ہے۔ عالم عرب میں شیخ البانی نے ظنیت کے اس فاسد نظریہ کی پر زور دلائل سے تردید فرمائی۔ اور الحدیث حجة بنفسه في العقائد و الأحكام لکھ کر ثابت کیا کہ خبر واحد بھی اپنے حکم میں قطعی اور واجب العمل ہے۔ اس کے علاوہ حجة السنة کے عنوان سے ایک مدلل مقالہ بھی اسی موضوع پر اقام فرمایا۔ ہندوستان میں راقم کے علم کی حد تک، اس سلسلہ میں بڑی عمدہ اور تحقیقی

_____ ماہنامہ الشریعہ (۱۷) اگست ۲۰۱۰ _____

بحث علامہ شبیر احمد ازہر میرٹھی رحمہ اللہ نے کی ہے۔ انھوں نے ناقابل تردید دلائل سے ثابت کیا ہے کہ خبر واحد کی ظنیت کا نظریہ غلط اور فاسد ہے اور خبر واحد کو یقینی اور واجب القبول سمجھنے پر صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع تھا۔ ان کی پوری بحث پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ (۲۹)

۴۔ فضائل اعمال میں بھی ضعیف احادیث پر عمل نہیں کرنا چاہیے: متعدد علماء وائمہ اور اکابر محدثین بھی باستثنائے چند فضائل اعمال کی احادیث کے سلسلہ میں تساہل برتتے آئے ہیں۔ تاہم محقق اور فقہاء محدثین اس بارے میں بھی سختی برتتے ہیں۔ شیخ البانی چونکہ ایک مجتہد محدث ہیں اس مسئلہ میں بھی اپنی ایک رائے رکھتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ عبادات، عقائد و احکام، فضائل و مناقب، ترغیب و ترہیب، زہد و رقاق غرض دین کے کسی بھی باب میں ضعیف احادیث پر عمل نہیں کرنا چاہیے۔ یہ رائے بظاہر اجنبی سی لگتی ہے لیکن گہرائی سے جائزہ لینے سے یہی رائے قوی معلوم ہوتی ہے۔ تمام المنة علی فقہ السنۃ پر اپنے مقدمہ میں علامہ البانی نے اصول حدیث کے سلسلہ میں بعض نہایت جلیل الشان اور دقیق قواعد بیان فرمائے ہیں۔ ان میں بارہویں قاعدہ کے تحت انھوں نے جو کچھ لکھا ہے ان کے الفاظ میں ملاحظہ ہو:

ترک العمل بالحديث الضعیف فی فضائل الأعمال: اشتہر بین کثیر من اهل العلم و طلبہ أن الحديث الضعیف يجوز العمل به فی فضائل الأعمال و یظنون أنه لا خلاف فی ذلك کیف لا؟ و السنوی رحمہ اللہ نقل الاتفاق علیہ فی اکثر من کتاب واحد من کتبہ. و فیما نقلہ نظر، لأن الخلاف فی ذلك معروف فإن بعض العلماء المحققین علی أنه لا یعمل به مطلقاً لا فی الأحکام ولا فی الفضائل. قال الشيخ القاسمی فی قواعد التحديث (ص ۹۴): حکاہ ابن سید الناس فی ”عیون الاثر“ عن یحییٰ بن معین و نسبه فی فتح المغیث لأبی بکر بن العربی و الظاهر أن مذهب البخاری و مسلم ذلك أيضا.... و هو مذهب ابن حزم.... قلت: و هذا هو الحق الذی لا شک فیہ عندی لأمرور۔ (۳۰)

”فضائل اعمال کے باب میں ضعیف حدیث پر عمل کرنا: بہت سے اہل علم و طلب علم کے درمیان یہ نظریہ رواج و شہرت حاصل کر چکا ہے کہ فضائل اعمال کے باب میں ضعیف حدیث پر عمل کرنا جائز ہے۔ ایسا کیوں کر نہ ہو جبکہ نووی رحمہ اللہ نے اپنی ایک سے زائد کتابوں میں اس سلسلے میں علماء کا اتفاق نقل کیا ہے؟ میں کہتا ہوں کہ نووی رحمہ اللہ نے جو اتفاق علماء نقل فرمایا ہے وہ محل نظر ہے کیوں کہ اس باب میں علماء کا اختلاف مشہور و معروف ہے۔ بعض محقق علماء کرام کہتے ہیں کہ ضعیف حدیث پر عمل نہ احکام میں کیا جائے گا اور نہ فضائل اعمال میں۔ شیخ قاسمی نے ”قواعد التحديث“ ص ۹۴ میں لکھا ہے جسے ابن سید الناس نے ”عیون الاثر“ میں یحییٰ بن معین سے نقل کیا ہے اور فتح المغیث میں ابوبکر ابن العربی سے منسوب کیا ہے، سے یہی نتیجہ نکلتا ہے۔ اس باب میں بخاری و مسلم رحمہما اللہ کا مسلک بھی یہی ہے.... اور ابن حزم کا بھی یہی.... میرا خیال ہے کہ متعدد وجوہات کی بناء پر یہی حق ہے۔“

اس کے بعد تفصیل سے اپنے دلائل دیئے ہیں۔ اس کے علاوہ ضعیف الترغیب کے مقدمہ میں بھی اس مسئلہ پر تفصیل سے کلام کیا ہے۔ اور اپنی رائے کے متعدد دلائل دیئے ہیں۔ یہاں یہ اشارہ کرنا بھی مناسب ہوگا کہ علامہ البانی رحمہ اللہ کی کتابوں کے مقدمے بھی بے نظیر، دقیق اور متم با نشان فوائد و افادات کے حامل ہوتے ہیں۔

_____ ماہنامہ الشریعہ (۱۸) اگست ۲۰۱۰ _____

علامہ البانی کے فکر و مؤلفات پر عربی میں ان کی زندگی میں ہی کام شروع ہو گیا تھا۔ ان کے تلامذہ ان کے منہج کو آگے بڑھا رہے ہیں۔ علماء حدیث نے ان کی بعض تحقیقات و تفردات سے اختلاف و تعقب بھی کیا۔ ہندوستانی علماء میں علامہ حبیب الرحمن اعظمی نے الألبانی أخطاءه و شذوذه کے نام سے ان کی تحقیقات و آراء سے اختلاف کیا تھا لیکن عجیب بات یہ ہے کہ یہ کتاب ارشد السلفی کے نام سے چھاپی گئی۔^(۳۱) شیخ البانی کی معاصر علماء فقہ و حدیث سے بھی خاصی چشمک اور رد و کد رہی بعض اوقات بات علمی زبان و اسلوب سے نکل کر سخت لب و لہجہ اور شدید تنقید تک پہنچ گئی، فریق مخالف میں مشہور حنفی عالم شیخ زاہد الکوثری رحمہ اللہ اور ان کے تلمیذ شیخ عبدالفتاح ابوعبدہ رحمہ اللہ سے علامہ البانی سخت ناراض تھے اور نہایت سخت اسلوب میں ان پر تنقید کرتے تھے۔ شیخ اسماعیل الانصاری سے بھی ان کے اختلافات رہے۔ انصاری نے شیخ کے رد میں تعقب لبعض أغلاط الألبانی کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے۔ شیخ کے بعض ہم مشرب علماء و محققین حدیث نے بھی شیخ البانی کے منہج تحقیق پر نقد کیا ہے جس کو ملخصاً یوں بیان کیا جاسکتا ہے:

۱۔ شیخ البانی پر ایک اعتراض یہ ہے کہ وہ تہلیل کے مسئلہ میں زیادہ سختی برتتے ہیں۔ حالانکہ یہ ضروری نہیں کہ جس سند میں عنعنہ کرنے والا مدلس ہو وہ لازماً ضعیف ہی ہو بلکہ اس مسئلہ میں خاصی تفصیل ہے۔

۲۔ یہ بھی اعتراض ہے کہ وہ راویوں کے ایک دوسرے سے سماع پر زیادہ توجہ نہیں دیتے یہ چیز بھی حدیث پر حکم لگانے میں تساہل کا سبب ہے۔

۳۔ زیادة الثقة کے مسئلہ میں بھی ان کی الگ رائے ہے کہ اس میں انھوں نے بہت زیادہ توسع کا ثبوت دیا ہے اور بہت سے ان زیادات کو قبول کر لیا ہے جنہیں ائمہ حدیث نے شذوذ کے باعث ضعیف قرار دیا ہے۔

۴۔ علت و شذوذ کے مسئلہ میں عدم ترمیم کی بات کہی گئی ہے کہ شیخ بعض روایات کے بارے میں ائمہ متقدمین کے اقوال کی کچھ پرواہ نہیں کرتے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ انھوں نے متعدد ایسی باطل اور منکر احادیث کی تصحیح کر دی ہے جنہیں ائمہ متقدمین نے باطل قرار دیا ہے۔

۵۔ تصحیح احادیث میں تساہل: یعنی یہ کہ شیخ البانی رحمہ اللہ مستور، اسناد منقطع، مدلس اور صدوق سبھی کو شواہد و متابعات میں قبول کر لیتے ہیں ظاہر ہے کہ یہ بھی تساہل کی بات ہے۔

۶۔ وہ شواہد و متابعات اور طرق ضعیفہ کی کثرت سے حدیث کو تقویت دے دیتے اور حسن قرار دیتے ہیں جبکہ سلف ایسا اسی وقت کرتے ہیں کہ طرق مضبوط ہوں۔

۷۔ شیخ البانی تخریج حدیث میں کبھی کبھی جلدی کر ڈالتے تھے اس عذر سے کہ متعلقہ ادارہ نشر و اشاعت کام کی جلدی چاہتا ہے۔

۸۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ شیخ اپنی تحقیق میں تقریب التہذیب پر زیادہ اعتماد کرتے تھے۔ واضح رہے کہ تقریب التہذیب محض مختصر عنوانات کا مجموعہ ہے۔ متقدمین تقریب کی طرف صرف اسی وقت رجوع کرتے ہیں جب ترجیح بین الرواۃ کا معاملہ ہو سلف زیادہ تر مفصل تراجم کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ شیخ البانی پر اعتراض یہ ہے کہ وہ مفصل تراجم کی طرف کم رجوع کرتے تھے۔ یہ اعتراضات جو شیخ کے منہج تحقیق پر وارد کیے گئے ہیں راقم سطور کا یہ منصب نہیں کہ وہ ان پر اپنی رائے دے۔ حدیث کے ماہرین، اساتذہ اور البانیات کے اسکا لرز ہی اس سلسلہ میں بہتر رائے دے سکتے ہیں۔ یہ

_____ ماہنامہ الشریعہ (۱۹) اگست ۲۰۱۰ _____

اعتراضات ہم نے محض امانت علمی کے تحت نقل کر دیے ہیں۔ شیخ البانی کی تنقیص حاشا وکلا بھی مقصود نہیں ہے۔ یہ تمام اعتراضات صرف شیخ البانی پر ہی نہیں بلکہ تمام ہی متاخرین پر صادق آتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ ان انتقادات و اعتراضات سے شیخ کی جلالت علمی پر کوئی حرف نہیں آتا وہ ناصر السنہ، قانع بدعة اور محدث القرن العشرين ہیں۔ جن اعتراضات کی تلخیص ہم نے نقل کی ہے ان کی تفصیل کے لیے انٹرنیٹ پر رجوع کریں: ملتقى أهل الحديث: الانتقادات على منهج الشيخ الألباني رحمه الله منهج المتأخرين۔ (۳۲)

حواشی

۱۔ شیخ البانی رحمہ اللہ کے تفصیلی حالات کے لیے دیکھئے:

الف۔ ابراہیم محمد العلی: محمد ناصر الدین الألبانی رحمه الله، محدث العصر و ناصر السنہ، دار القلم دمشق، طبعہ ثانیہ ۲۰۰۳ء۔

ب۔ محمد بن ابراہیم الشیبانی: حیاة الألبانی و آثاره و ثناء العلماء علیہ۔

ج۔ عبد الباری فتح اللہ مدنی: ترجمہ اردو، صفۃ صلاۃ النبی ﷺ۔ شروع میں مترجم کے قلم سے شیخ کے حالات نیز انٹرنیٹ پر دیکھیں:

(۱) www.N.eman.com نداء الإيمان عظماء فی الإسلام پر شیخ کی مختصر و مکمل سوانح۔

(۲) www.albany.net موقع الامام محمد ناصر الدین پر نبذة مختصرة عن سيرة الشيخ الألبانی

۲۔ اجماع کو عموماً شرع کے چار ماخذ میں سے ایک سمجھا جاتا ہے لیکن یہ واضح رہنا چاہیے کہ اجماع محض اکثریت کی رائے کو نہیں کہا جاسکتا۔ یہ بھی ضروری ہے کہ وہ کتاب و سنت کے تابع ہو۔ طلاق ثلاثہ اور رکعات تراویح کے بارے میں صحیح احادیث موجود ہیں۔ جبکہ فقہاء اور علماء کی اکثریت دوسری رائے کی حامل ہے۔ یہاں صحیح احادیث کو یہ کہہ کر ناقابل عمل نہیں ٹھہرایا جاسکتا کہ وہ اجماع کے خلاف ہے۔ اسی طرح یہ مسئلہ کہ انسان اللہ کا خلیفہ ہے، اکثر مفسرین کرام انسان کو اللہ کا خلیفہ مانتے ہیں لیکن ان کی یہ رائے غلط اور کتاب و سنت کے خلاف ہے۔ اس لیے یہاں بھی اکثریت کے قول کا (بدلیل اجماع) اعتبار نہ ہوگا۔ اجماع کا ماخذ اصولیین سورۃ نساء کی آیت نمبر ۱۱۵ (وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ) (الآیۃ) کو قرار دیتے ہیں۔ تاہم مفسر ابن حیان اندلسی نے اس پر شدید نقد کیا ہے: لکھتے ہیں: ”وَالْآيَةُ بَعْدَ هَذَا كَلَهُ هِيَ وَعِيدٌ لِلْكَفَّارِ فَلَا دَلَالَةَ فِيهَا عَلَى جُزْئِيَّاتِ فُرُوعِ مَسَائِلِ الْفَقْهِ“ (البحر المحيط المجلد الثالث ص ۳۵۰) امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا رجحان یہ ہے کہ اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم جو حجت ہے، بعد کے لوگوں کا حجت نہیں۔ ماضی قریب کے ایک محقق اسکا لرڈ اکثر محمد حمید اللہ نے اجماع کے بارے میں اپنے ایک لیکچر میں کہا: ”اتفاق رائے یا کثرت سے فیصلہ کرنے کے لیے اجماع کی اصطلاح کا بہت ذکر کیا جاتا ہے۔ لیکن علماء کرام مجھے معاف فرمائیں تو میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اجماع فقط ایک مفروضہ اور افسانہ ہے۔ اس کا کوئی وجود نہیں اور چودہ سو برس میں اجماع کے ذریعہ فیصلہ کا کوئی طریقہ مقرر نہیں کیا گیا۔“ ”غطر یف شہباز ندوی: ڈاکٹر محمد حمید اللہ مجد علوم سیرت“ صفحہ ۸۷۔ فاؤنڈیشن فار اسلامک اسٹڈیز نئی دہلی طبع ۲۰۰۳ء۔

۳۔ اصول فقہ کی کتابوں میں بالعموم قیاس کو تیسرا ماخذ شرعی بتایا جاتا ہے۔ دور جدید کے بعض فقہاء مثلاً شیخ مصطفیٰ زرقاء کہتے ہیں کہ قیاس نہیں بلکہ اجتہاد کہا جانا چاہیے کیونکہ قیاس تو اجتہاد کے وسائل و ذرائع میں سے ایک ہے۔ یہی رائے قوی معلوم ہوتی ہے۔

_____ ماہنامہ الشریعہ (۲۰) اگست ۲۰۱۰ _____

۴۔ فقہاء محدثین بالعموم اسی طریقہ پر عامل رہے ہیں۔ اس کی علمی تائیس و تنقیح میں سب سے بڑا حصہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور ان کے تلامذہ کا ہے۔ اس مکتب فکر کی اساس وہ حدیث صحیح ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا: ترک فیکم شیعین لن تضلوا ما تمسکتم بهما کتاب اللہ و سنتی۔ و لن یتفرقا حتی یرد علی الحوض۔ (رواہ الحاکم عن أبی ہریرۃ رضی اللہ عنہ صحیح الجامع الصغیر للألبانی رقم ۲۹۳۷) ۵۔ ایک جگہ کہتے ہیں:

خوار از مجوری قرآن شدی
شکوہ سچ گردش دوراں شدی
اے چوں شبنم بر زمین افتدئی
در بغل داری کتاب زندئی

۶۔ البانیہ یورپ کے خطہ بلقان میں واقع ہے۔ اس کے ایک طرف اٹلی، دوسری طرف یونان اور تیسری طرف جمہوریہ یوگوسلاویہ ہے۔ البانیہ میں مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد ہے۔ جو ترک نژاد ہیں۔ ماضی میں وہ خلافت عثمانیہ ترکیہ کا حصہ رہ چکا ہے۔

۷۔ تفصیل کے لیے دیکھیں ابراہیم محمد العلی: محمد ناصر الدین الألبانی صفحہ ۱۲، دراستہ و اہم شیوخہ، ناصر الدین بچپن سے مطالعہ کے بہت شوقین تھے، خود اپنے بارے میں لکھا ہے: ”فی أول عمری قرأت ما یقرأ و مالا یقرأ“، صفحہ ۱۳، آگے اس کی تفصیل بھی دی ہے: ”أول ما أولعت بمطالعتہ من الكتب: القصص العربیة، كالظاہر و عنترۃ، و الملک سیف، و ما إلہا... ثم القصص البولیسیۃ المترجمۃ كأرسین لوبین و غیرہا۔ ثم وجدت نزوعاً إلى القراءات التاریخیة“، نفس المصدر ص ۱۵۔ اس کے بعد جملہ المنار اور الإحياء کی تحقیق کا قصہ بیان کیا ہے۔ شیخ البانی کے اس متنوع مطالعہ کا فائدہ یہ ہوا کہ زبان و بیان اور طرز و اسلوب بالکل اہل زبان کا ہو گیا۔ ان کی تحریروں میں ادبی لطف بھی ہے اور شجاعت ادبیہ کا مزہ بھی کہیں پر بھی عجمت و تکلف کا گمان نہیں ہوتا۔

۸۔ سید رشید رضا شیخ مفتی محمد عبدہ رحمہ اللہ اور ان کے استاذ جمال الدین افغانی رحمہ اللہ کے خوشہ چیں ہیں۔ محمد عبدہ کو الاستاذ الامام کہتے تھے۔ شیخ محمد عبدہ رحمہ اللہ مسلمانوں کی علمی نشاۃ ثانیہ کے علمبردار تھے۔ شیخ رشید رضا بھی اسی فکر کے آدمی ہیں۔ البتہ قرآن اور حدیث پر ان کی نظر زیادہ گہری تھی اور یہیں سے سلفیت کی طرف ان کا رجحان ہوا۔ ان کا یہ ذوق برابر ترقی کرتا گیا حتیٰ کہ حجتی السنۃ اور امام سلفیت کہے جانے لگے۔

۹۔ شیخ ساعاتی رحمہ اللہ نے پہلے مسند احمد کی تبویب فقہی مباحث کے لحاظ سے کی جس کا نام الفتح الربانی فی ترتیب مسند الإمام أحمد بن حنبل الشیبانی کے نام سے کی پھر اس کی شرح بسلوغ الامانی کے نام سے لکھنی شروع کی۔ جس کی ۵ جلدیں شائع ہو گئی ہیں۔ یہ کتاب الصلاۃ تک ہے۔ پھر اس کو شیخ احمد شاہ مصری رحمہ اللہ نے بھی ایڈٹ کیا لیکن ان کا کام بھی نا تمام ہے۔ ہندوستان میں علامہ شبیر احمد ازہر میرٹھی (وفات ۲۰۰۵ء) نے اردو میں مسند احمد کی مفصل شرح و تحقیق کا کام کیا۔ جو مسند سعد بن ابی وقاص رحمہ اللہ تک پہنچ گیا۔ یہ جلیل القدر علمی کام بھی نا تمام رہ گیا۔ صرف پہلا حصہ ہی منظر عام پر آ رہا جس کا نام نہایۃ التحقیق شرح مسند ابو بکر الصدیق ہے۔ بقیہ مسودات کی تفصیل حسب ذیل ہے: منتهی الآراب شرح مسند عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ۳ جلد۔ مواہب المنان شرح مسند عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

_____ ماہنامہ الشریعہ (۲۱) اگست ۲۰۱۰ _____

دو جلد، إرشاد الطالب شرح مسند علی بن أبی طالب رضی اللہ عنہ ۵ جلد، نیل المراد شرح مسند طلحة الجواد رضی اللہ عنہ، نیل المرام شرح مسند الزبير بن العوام رضی اللہ ایک جلد۔ درر الغواص شرح مسند سعد بن أبی وقاص رضی اللہ عنہ۔ یہ سب مسودات ابھی غیر مطبوعہ ہیں اور الماریوں کی زینت بنے ہیں۔ کاش کوئی صاحب خیر متوجہ ہو اور یہ منظر عام پر آسکیں)

۱۰۔ حتیٰ إن إدارة المكتبة الظاهرية بدمشق خصصت غرفة خاصة له ليقوم فيها بأبحاثه العلمية الخ۔
ملاحظہ ہو نبذة مختصرة عن سيرة الشيخ الألباني (نیٹ پر) پہلا صفحہ۔ نیز حاشیہ پر ایک نمبر کے تحت مذکور تمام مراجع۔
۱۱۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ حافظ ابن القیم الجوزیہ رحمہ اللہ، شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ اور علامہ امیر الصنعانی رحمہ اللہ اور محدثین ہند صدیق بن حسن، بنس الحق عظیم آبادی، عبد الرحمن محدث مبارکپوری وغیرہم جہم اللہ کی کتابوں سے شیخ الألبانی رحمہ اللہ نے سلفی منہج فکر اختیار کیا، اور اس کے پرچوش داعی بن گئے۔ انھوں نے اس کی ابتداء اپنے گھر، اقارب اور اساتذہ سے کی، ظاہر ہے کہ یہ بڑی عزیمت و استقلال کا کام تھا۔ ان کے والد شیخ نوح نجاتی الألبانی مزارات سے استفادہ کے قائل تھے اور اپنے بیٹے کو بھی مقابر و مزارات پر لے جانے کی کوشش کرتے تھے۔ شیخ ناصر الدین نے توحید اور اس کے مسائل کے سلسلہ میں علمی دلائل کے ساتھ اپنے والد سے گفتگو کی۔ مزارات پر صلاۃ کے عدم جواز پر اپنے استاذ شیخ سعید البرہانی سے بات کی۔ اس کے بعد شہر کے دوسرے مشائخ سے وہ ملے، مناقشے کیے۔ اسی بحث و گفتگو کے دوران انھوں نے خود فقہ حنفی کی معتبر کتابوں سے استدلال کرتے ہوئے انبیاء و صالحین کی قبروں پر بنی مساجد میں صلاۃ کو مکروہ تحریمی قرار دیا اور کتاب تحذیر المساجد تالیف کی۔ کتاب میں دو امور پر تکریر ہے۔ (۱) حکم بناء المساجد علی القبور (۲) حکم الصلاة فی هذه المساجد۔
ملاحظہ ہو إبراہیم محمد العلی: محمد ناصر الدین الألبانی محدث العصر و ناصر السنہ ۲۳، ۲۴۔

۱۲۔ ملاحظہ ہو مقدمہ کتاب الأحادیث الضعيفة و الموضوعات و أثرها السی علی الأمة للألبانی۔ المجلد الأول مكتبة المعارف للنشر و التوزيع رياض، الطبعة الثالثة ۲۰۰۰ء۔
۱۳۔ اس کتاب کی تقریباً ۴۹ جلدیں ہیں اور خود الألبانی صاحب فرماتے ہیں کہ ”اس کتاب کی تالیف میں میں نے تیس سال سے زیادہ وقت صرف کیا ہے“، اس میں ۱۶ ہزار مسند احادیث آگئی ہیں۔ تخریج احادیث میں شیخ الألبانی رحمہ اللہ عموماً اسی کتاب پر اعتماد کرتے تھے۔ ابھی قلمی مسودہ کی شکل میں ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھئے عبد الباری فتح اللہ مدنی اردو ترجمہ کتاب صفة صلاة النبی للألبانی رحمہ اللہ ص ۶۳۔ مطبوعہ جمعية أهل الحديث التعليمية و الخيرية بالہند، دریاباد، یوپی۔
۱۴۔ ملاحظہ ہو وہی مرجع ص ۶۵۔

۱۵۔ پاکستان کے ایک عالم عبد القدوس ہاشمی نے یہ عجیب و غریب دعویٰ کیا کہ مسند امام احمد کی کتاب نہیں ہے۔ اس کی نسبت ان کی طرف درست نہیں۔ اس کے راوی ابوبکر القطعی عقیدہ و اخلاق کے اعتبار سے ایک غلط آدمی تھے۔ انھوں نے مسند میں ضعیف و موضوع روایتیں بھردی ہیں۔ اسی طرح امام احمد کے فرزند عبد اللہ بن احمد رحمہ اللہ نے اس میں اپنی مرویات کا اضافہ کر کے ابوبکر القطعی کے واسطے سے انھیں متصل بنا دیا ہے وغیرہ۔ شیخ عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز رحمہ اللہ (مفتی کبیر سعودی عرب) کی ایماء پر علامہ الألبانی رحمہ اللہ نے مذکور عبد القدوس ہاشمی کے ان ہفوات کا رد فرمایا۔ اور ۱۰۱ صفحات پر مشتمل یہ رسالہ دار الصدیق سعودی عرب سے ۱۹۹۹ء میں شائع ہوا۔

۱۶۔ بعض علماء مثلاً شیخ عبد الفتاح ابو غندہ وغیرہ نے شیخ کی اس کتاب پر اعتراض کر کے انہیں سفور (بے پردگی) کا علمبردار قرار دیا

_____ ماہنامہ الشریعہ (۲۲) اگست ۲۰۱۰ _____

ہے۔ حالانکہ یہ بات درست نہیں۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے حجاب اسلامی کی ۸ شرطیں بتائی ہیں:

- (۱) استيعاب جميع البدن إلا ما استثنى (۲) أن لا يكون زينة في نفسه (۳) أن يكون خفيقا لا يشف (۴) أن يكون فضفاضا غير ضيق (۵) أن لا يكون مبخرا مطيبا (۶) ألا يشبه لباس الرجال (۷) أن لا يشبه لباس الكافرات (۸) أن لا يكون لباس شهرة۔

ان تمام شرطوں کی کافی و دوائی وضاحت فرمائی ہے۔ البتہ انھوں نے چہرہ کے پردہ کو واجب قرار نہیں دیا اور بڑے شرح و بسط کے ساتھ چہرہ کے پردہ کی حدیثوں پر بحث کی ہے۔ مضبوط علمی دلائل سے جو رائے ان کے نزدیک رائج قرار پائی اس کا اظہار کر دیا ہے۔ شیخ کی اس رائے سے اختلاف بھی کیا گیا ہے۔ تاہم ان کے دلائل کی قوت کبھی تسلیم کرتے ہیں۔

۱۷۔ محمد الغزالی رحمہ اللہ اور د. سعید رمضان البوطی دونوں نے فقہ السیرۃ کے نام سے الگ الگ کتابیں لکھیں ہیں جن کی شیخ نے تخریج کی ہے۔ لیکن دونوں ہی مصنفوں نے شیخ کی متعدد ردایوں سے اتفاق نہیں کیا۔ اس سلسلہ میں شیخ کے اور ان کے مابین کافی تفرق بھی ہوئی۔ البوطی کے تعقب میں شیخ البانی نے الگ سے ایک رسالہ بھی لکھا ہے: دفاع عن الحديث النبوي و الرد على جهالات الدكتور البوطي في فقہ السیرۃ۔

۱۸۔ شیخ البانی کی تعقیبات، تنقیدات، ردود و مناظرات کی تعداد تقریباً ۲۴ تک پہنچتی ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: ابراہیم محمد العلی: محمد ناصر الدین الالبانی صفحہ ۹۴ تا ۱۱۳۔

۱۹۔ نفس مصدر صفحہ ۲۱ تا ۲۸۔

۲۰۔ فقہ السنۃ مصری عالم اور اخوان المسلمون کے رکن سید سابق رحمہ اللہ نے لکھی ہے جس میں مروجہ مذاہب فقہ کی بجائے سنت کو اصل بنیاد بنایا ہے۔ البتہ متعدد مسائل میں فقہ حنبلی کی طرف مصنف کا رجحان بالکل واضح ہے۔ تاہم اس کتاب میں احادیث کی تصحیح و تحقیق میں متعدد فاش غلطیاں راہ پا گئی ہیں جس کی وجہ سے شیخ البانی نے اس کتاب پر تنقیدی نظر ڈالی اور اپنی تعلیقات کو ایک جلد میں جمع کر دیا ہے۔ جس کا نام تمام المنۃ ہے۔ تمام المنۃ کے مقدمہ میں ترتیب وار سید سابق کی غلطیاں بیان کی ہیں۔ اس کے علاوہ ۱۵ علمی و تحقیقی قاعدے بھی بیان فرمائے ہیں۔ اس طرح دوسری کتابوں کے مقدموں کے ساتھ تمام المنۃ مقدمہ بھی بیش بہا علمی فوائد کا حامل اور خاصے کی چیز بن گیا ہے۔

۲۱۔ شیخ البانی دو بار شام میں قید کیے گئے۔ ایک بار ایک مہینہ تک اور دوسری بار ۶ ماہ تک۔ اس کے بعد رمضان ۱۴۰۰ھ میں دمشق سے عمان کو ہجرت پر مجبور ہوئے لیکن جلد ہی وہاں سے دمشق آنا پڑا۔ اس وقت خطہ کے حالات خاصے مخدوش تھے چنانچہ دمشق سے پھر بیروت گئے۔ بیروت میں زیادہ مدت تک قیام نہ رہ سکا۔ اور وہاں سے امارات آئے۔ امارات میں شیخ کے بعض احباء و تلامذہ نے پر جوش استقبال کیا۔ اور کافی مدت تک امارات میں قیام پذیر رہے اور علمی افادہ کا سلسلہ جاری ہو گیا۔ امارات کے زمانہ قیام ہی میں خلیج کی دوسری ریاستوں قطر و کویت وغیرہ میں آنے جانے کے مواقع ملے۔ تین سال سعودی عرب میں آپ کا قیام رہا۔ جب مدینہ میں جامعہ اسلامیہ کی تاسیس ہوئی اور اس کے پہلے صدر اور مملکت کے مفتی اکبر شیخ محمد ابراہیم آل الشیخ کی ایما پر آپ وہاں تشریف لے گئے اور ۱۳۸۱ھ تا ۱۳۸۳ھ وہیں رہے۔ اور حدیث کی تدریس کے فرائض انجام دیے۔ وہاں آپ کا عہدہ برصغیر کی اصطلاح میں شیخ الحدیث کا تھا۔ اسی مدت میں آپ کے فکری منہج کی گہری چھاپ جامعہ اسلامیہ مدینہ پر پڑ گئی۔ تاہم اس کے بعد بحکم المعاصرۃ أصل المنافرة بعض حاسدوں نے آپ کے خلاف مہم چلائی۔ لہذا اس کے بعد شیخ پھر مکتبہ ظاہریہ دمشق لوٹ آئے۔

_____ ماہنامہ الشریعہ (۲۳) اگست ۲۰۱۰ _____

- ۲۲۔ وفی عام ۱۴۱۹ھ ۱۹۹۹ء منجہ الشیخ جائزۃ الملک فیصل العالمیۃ للدراسات الإسلامیۃ وذلك تقدیراً لجهوده القيمة فی خدمة الحديث النبوی تخریجاً و تحقیقاً و دراسة۔ ملاحظہ ہو ابراہیم محمد العلی: محمد ناصر الدین الألبانی محدث العصر و ناصر السنة صفحہ ۳۹۔ نیز حاشیہ نمبر ۱ کے تحقیق مذکور تمام مراجع۔
- ۲۳۔ ابراہیم محمد العلی دکتور: محمد ناصر الدین الألبانی رحمہ اللہ محدث العصر و ناصر السنة دار القلم دمشق صفحہ ۴۹۔ ۵۰ طبع ۲۰۰۳ء
- ۲۴۔ ملاحظہ ہو شیخ البانی کا طویل انٹرویو شائع کردہ ماہنامہ ”التوعية“ مرکز ابوالکلام للتوعية الاسلامیۃ دہلی نومبر ۱۹۹۵ء۔ انٹرویو کا ترجمہ مولانا رفیق احمد سلفی کے قلم سے۔
- ۲۵۔ مرجع مذکور عربی شعر کا ترجمہ ہے: تم نجات تو چاہتے ہو لیکن اس کے رستے پر نہیں چلتے، کشتی خشکی پر چلتی ہے؟
- ۲۶۔ ملاحظہ ہو: محمد ناصر الدین الألبانی: سلسلة الأحادیث الضعیفة المجلد الأول مكتبة المعارف الرياض للنشر و التوزيع۔ طبع ثانی ۲۰۰۰ء صفحہ ۴۷۔
- ۲۷۔ مصدر سابق صفحہ ۴۲۔
- ۲۸۔ محمد ناصر الدین الألبانی: الحديث حجة بنفسه فی العقائد و الأحکام اردو ترجمہ ”حجت حدیث“ بدر الزماں نیپالی صفحہ ۹۰۔
- ۲۹۔ شبیر احمد ازہر میرٹھی رحمہ اللہ: تقریب المأمول فی أصول حدیث الرسول مقدمہ نہایۃ التحقیق شرح مسند أبو بکر الصدیق جزء اول مکتبہ ازہر بیہ رائد میرٹھی یو پی صفحہ ۳۱۳۲۸۔
- ۳۰۔ ملاحظہ ہو محمد ناصر الدین الألبانی رحمہ اللہ: مقدمة تمام المنة فی التعليق علی فقه السنة طبعة جديدة دار الایة للنشر و التوزيع ۱۴۲۲ھ۔ ۲۰۰۱ء القاعدة الثانية عشرة صفحہ ۳۲۔
- ۳۱۔ ملاحظہ ہو محمد ناصر الدین الألبانی: الأحادیث الضعیفة و أثرها السیء علی الأمة. مقدمہ. المجلد الأول مكتبة المعارف للنشر و التوزيع الرياض طبع ثانی ۲۰۰۰ء۔ نیز مولانا ابو سحبان روح القدس ندوی کا مختصر مقالہ ”محدث جلیل علامہ محمد ناصر الدین البانی، حیات و خدمات“، مولانا ندوی نے یہ تو لکھا ہے کہ مولانا حبیب الرحمن اعظمی رحمہ اللہ نے الألبانی اخطاء و شدوذه کے نام سے عربی میں ایک رسالہ تحریر فرمایا ہے۔ جس میں شیخ کے تفردات اور تحقیق کی غلطی کا جائزہ لیا گیا ہے جس سے اہل علم واقف ہیں۔ مگر مولانا ندوی یہ ذکر کرنا بھول گئے کہ عالم عرب میں اس کتاب کو ارشد السلفی کے نام سے شائع کیا گیا تھا۔
- ۳۲۔ یہ انتقادات اس سائٹ پر ملیں گے:

<http://www.ahlulhadeeth>

cc/vb/showthread.php=616

_____ ماہنامہ الشریعہ (۲۴) اگست ۲۰۱۰ _____